

# شہید کوفہ، امام علی ابن ابی طالب علیہما السلام

<"xml encoding="UTF-8?>

تاریخ انسانی روز اول سے ہی کشت و خون سے آلودہ نظر آتی ہے جہاں قabil اور اسکے کے ورثاء، اہل اللہ سے سدا ہی ستیزہ کار رہے ہیں اور یوں بشریت ہمیشہ سے ہی ظالم و مظلوم کے درمیان بٹی ہوئی آری ہے۔ خلقت آدم علیہ السلام پر ملائکہ نے خلافت بشری پر جن تحفظات کا اظہار کیا تھا، بظاہر وہ بھی درست نظر آتے ہیں کہ انسان نے زمین میں فساد اور خون ریزی میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ لیکن اللہ کا فرمان کہ تم وہ نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں، اس کی حقیقت سے انکار ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لئے جہاں ایک گروہ بشریت بندگان خدا کو خاک و خون میں میں غلطان کرنے میں مشغول رہا ہے تو دوسرا گروہ اس زمین پر خلافت و ولایت الہی کے قیام میں مسلسل مصروف عمل ہے اور اپنی جان مال، اولاد اور عزت و آبرو سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا کر بھی اسکی وحدانیت پر شہادت دیتا ہوا نظر آتا ہے اور انکے کٹے ہوئے حلقوم نسل در نسل وجود الہی پر دلیل قائم کرتے رہے ہیں اور خدا سے کئے گئے پیمان کی تکمیل پر سجدہ ہائے شکر ادا کرتے رہے۔ اہل صفا کے اس قبیلے کے سید و سردار امام علی ابن ابی طالب ہیں جنہوں نے وقت شہادت فزت برب الکعبہ کہ کر اپنی کامیابی پر شکر رہی ادا کیا۔ آج اس مضامون میں ہم امام علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی شہادت کے حالات مختصر ترین لفظوں میں بیان کر رہے ہیں۔

فطرت انسانی کا تقاضا یہ ہے کہ جب انسان کے سر پر کاری ضرب لگے تو انسان بے ساختہ درد کا اظہار ہائے وائے کی صدا سے کرتا ہے اور اگر ہوش قابو میں ہے تو اپنے حملہ آور کی طرف جواب کے لئے لپکتا ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ امام علی علیہ السلام نے نے زبر میں بجهی تلوار کا وار کھا کر نہ کوئی چیخ و پکار کی اور نہ اپنے دشمن پر غصب کا اظہار کیا۔ بلکہ ایک طرف فزٹ برب الکعبہ کہ کر اپنے پیمان کی تکمیل پر کامیابی کا اعلان کیا تو دوسری طرف اپنے ورثاء اور چاہنے والوں کو دشمن کے ساتھ مروٹ و کمال مہربانی کی تلقین کی اور اپنے لئے لایا گیا شربت دیکھ کر فرمایا کہ میرا قاتل گھبرا یا ہوا لگتا ہے، اس لئے اس کو مجھ سے زیادہ شربت کی ضرورت ہے، لہذا یہ اسے پلا دو۔ جب نمازی اور محبان اس شدید صدمے پر واویلا کر رہے تھے اس وقت امام علی (ع) نے فرمایا کہ هذا وعدنا اللہ و رسولہ کہ یہ وہی ہے تو جس کا اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ ممکن ہے اس مراد آپ کا اشارہ رسول للہ ی طرف سے دی گئی شہادت کی خبر کی طرف ہو یا اُس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تھا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ امت علی سے غداری کرے گی (حوالہ: المطالب العالیہ، جلد ۴، صفحہ ۵۶، حدیث ۳۹۶۷ از علامہ ابن حجر عسقلانی)۔

پھر آپ نے اپنے وارث و جانشین سید الاشراف امام حسن المجتبی علیہ السلام سے فرمایا کہ بیٹا آپ نماز پڑھائیں، اور خود بھی بیٹھ کر نماز فجر ادا کی۔ کائنات ارضی و سماوی میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ مضروب اپنے قاتل کے ساتھ شفقت و مہربانی کا اظہار کرے اور اپنے سر پر ضرب کھا کر کہے تو یہ کہے کہ بسم اللہ و بالله و علی ملّۃ رسول اللہ ، فزت برب الکعبہ کہ اللہ کے نام کے ساتھ اور اسی کی قسم کہ میں رسول اللہ کی ملت پر ہوں اور رب کعبہ کی قسم کی میں کامیاب ہو گیا۔

اس کے بعد امام مظلوم کو شدید مجروح حالت میں گھر کی طرف لے جایا گیا۔ جب آپ گھر کے قریب پہنچے تو

آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آپ لوگ باہر ہی ٹھہریں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ آپ کا نالہ و فغان میری مستورات تک پہنچے اور انکی آہ و فریاد آپ تک پہنچے۔ امام علیہ السلام کے لئے حکیم کو بلایا گیا تو اس نے کہا کہ زبر انتہائی مہلک ہے اور خون کے اندر گھل چکا ہے اس لئے کوئی تدبیر ممکن نہیں ہوگی۔ خون کے بینے اور زبر کے اثر سے امام علیہ السلام پر نقابت و کمزوری کے اثرات آئے لگے۔ ایسے میں بھی آپ اپنی شرعیہ ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ تھے اور آپ نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو اپنی وصیتیں بطور جانشین امامت کیں اور باقی اولاد کو انکے متعلقہ امور پر وصایت فرمائی۔

یہاں پر ہم امام علیہ السلام کے آخری وصیت نامے سے چند اقتباسات نقل کرنے کی سعادت حاصل کر ریے ہیں۔  
آپ نے فرمایا کہ

اے حسن و حسین (علیہما السلام) میں آپ کو خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں اور دنیا کی طلب مت کرنا۔ پھر فرمایا کہ اے بیٹا حسن میں تمہیں اس چیز کی وصیت کرتا ہوں جس کی مجھے رسول اللہ نے کی تھی اور وہ یہ کہ جب امت تم سے مخالفت کی راہ پر چلنے لگے تو تم گھر میں خاموشی سے بیٹھ جانا، آخرت کے لئے گریہ کرنا اور دنیا کو اپنا مقصد نہ قرار دینا، نہ اسکی تلاش میں دوڑ دھوپ کرنا۔ نماز کو اول وقت میں ادا کرنا اور زکوت کو وقت پر مستحقین تک پہنچانا۔ مشتبہ امور پر خاموش رینا اور غصب و رضا کے موقع پر عدل و میانہ روی سے کام لینا۔ اپنے بمسایوں سے اچھا سلوک کرنا اور اور مہمان کی عزت کرنا۔ مصیبت زدہ لوگوں پر رحم کرنا، صلة رحمی ادا کرنا اور غرباء و مساکین کو دوست رکھنا، ان کے ساتھ بیٹھنا اور تواضع و انكساری اختیار کرنا کہ یہ افضل عبادت ہے۔ اپنی آرزو اور امیدوں کو کم کرنا اور موت کو یاد رکھنا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ظاہر و باطن دونوں طریقوں سے خدا سے ڈرتے رینا۔ بغیر غور و فکر کے بات نہ کرنا اور کام میں جلدی نہ کرنا۔ البتہ کار آخرت کی ابتداء اور اس میں جلدی کرنا اور دنیا کے معاملہ میں تاخیر اور چشم پوشی کرنا۔

ایسی جگہوں سے جہاں تھمت اور ایسی مجلس سے بھی بچنا جس کے متعلق برا گمان کیا جاتا ہو کیونکہ برا ہمنشین اپنے ساتھی کو ضرور ضرر پہنچاتا ہے۔ اے بیٹا خدا کے لئے کام کرنا اور فحش و بیہودہ گوئی سے پر بیز کرنا اور اپنی زبان سے صرف اچھی چیزوں کا حکم دینا اور ب瑞 چیزوں سے منع کرنا۔ برادران دینی کے ساتھ خدا کی وجہ سے دوستی و برادری رکھنا اور اچھے شخص کے ساتھ اسکی اچھائی کی وجہ سے دوستی رکھنا اور فاسقوں کے ساتھ نرمی برتنا کہ وہ دین کو گزند نہ پہنچائیں تاہم انہیں دل میں دشمن سمجھنا اور اپنے کردار کو ان کے کردار سے الگ رکھنا تا کہ تم ان جیسے نہ ہو جاؤ۔ گزر گاہ پر نہ بیٹھنا اور بیوقوفوں اور جھلاء سے جھگڑا نہ نہ کرنا۔ گزر اوقات میں میانہ روی اختیار کرنا اور اپنی عبادت میں بھی اعتدال رکھنا اور وہ عبادت چننا جس کو ہمیشہ قائم رکھ سکو۔

کوئی کہانا نہ کہانا جب تک اس کھانے میں سے کچھ صدقہ نہ دے دو۔ تم پر روزہ رکھنا ضروری ہے کہ یہ بدن کی زکوت ہے اور جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال ہے۔ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا اور اپنے ہمنشین (نفس) سے ڈرتے رینا (کہ یاد اللہ سے ہٹا نہ دے)۔ دشمن سے اجتناب کرنا اور ان محفلوں میں جانا تمہارا ضروری ہے جہاں ذکر اللہ ہوتا ہو اور دعا زیادہ کیا کرنا۔

اس وصیت نامے کی شرح ہم پھر کسی اور موقعے کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔

انیس رمضان المبارک کی نماز فجر میں آپ کے سر اقدس پر جو ضرب لگی وہ ابن ملجم ملعون خارجی نے اپنے منصوبہ بندوں کے ساتھ مل کر لگائی تھی اور زخم آپ کے سر سے لیکر آپ کے ماتھے تک آگیا تھا۔ انیسوں

رمضان سن چالیس بھری کی سحر کو کوفہ کی جامعہ مسجد میں یہ بد بخت و شقی ترین انسان امیرالمؤمنین علی (ع) کے آئے کا انتظار کر رہا تھا۔ دوسری طرف کوفہ کی ایک بد کردار عورت قطامہ نے "وردان بن مجالد" نامی شخص کو اپنے عقد کے لالج میں تیار کیا اور اسکے ساتھ اپنے قبیلے کے دو آدمی اسکی مدد کیلئے روانہ کیے۔ ورдан ولید بن عتبہ اموی کا اس وقت سے معتمد خاص تھا جب وہ حضرت عثمان بن عفان کے عہد میں کوفہ کا گورنر تھا۔ اس لئے وردان کی خانوادہ اہلبیت سے دشمنی اسکے رزق رسانوں نے اس کے خون میں انڈیل رکھی تھی۔

اشعث بن قیس کندی جو کہ اپنے زمانے کا زبردست چاپلوس اور منافق آدمی تھا، اس نے حضرت امام علی (ع) کو قتل کرنے کی سازش میں ان کی رینمائی کی اور انکا حوصلہ بڑھایا۔ حضرت علی علیہ السلام انیسویں رمضان کے شب اپنی بیٹی ام کلثوم سلام اللہ علیہا کے ہاں مہمان تھے۔ آپ کے سامنے دودھ، نمک اور پانی رکھا گیا تو آپ نے افطاری کے لئے نمک یا پانی میں سے ایک چیز اٹھا کر باقی دو واپس کر دیں کیونکہ آپ کے نزدیک دستخوان پر اسقدر اغذیہ اور لوگوں کے حقوق پامال کرنے کے مترادف تھا۔ روایت میں آیا ہے کہ آپ اس رات بیدار تھے اور کئی بار کمرے سے باہر آ کر آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے: خدا کی قسم، میں جھوٹ نہیں کہتا اور نہ ہی مجھے جھوٹ کہا گیا ہے۔ یہی وہ رات ہے جس میں مجھے شہادت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ صبح آپ گھر سے برآمد ہو جس مسجد جانے لگے تو گھر کی بطور نے بھی آپ کا دامن پکڑ لیا اور کوشش کی کہ آپ کو مسجد سے آج روک لیں۔ لیکن جیسا کہ قرآن کہتا ہے کہ عَبَادُ مُكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (الأنبياء آیت ۲۶ و ۲۷) کہ اللہ کے مکرم بندے نہ بات میں اس سے بڑھتے ہیں اور اسی کے امر سے کام کرتے ہیں۔ پس اسی کے مصدق مصائب کا پیار سامنے پاکر بھی آپ مسجد جانے کے پابند تھے۔ بہر حال نماز صبح کیلئے آپ کوفہ کی جامعہ مسجد میں داخل ہوئے اور سوئے ہوئے افراد کو نماز کیلئے بیدار کیا، من جملہ خود عبد الرحمن بن ملجم مرادی کو جو کہ پیٹ کے بل سویا ہوا تھا کو بیدار کیا۔ اور اسے نماز پڑھنے کو کہا۔

جب آپ محراب میں داخل ہوئے اور نماز شروع کی تو پہلے سجدے سے ابھی سر اٹھا ہی رہے تھے کہ شبث بن بجرہ ملعون نے شمشیر سے حملہ کیا مگر وہ محراب کے طاق کو جالگی اور اسکے بعد عبد الرحمن بن ملجم مرادی نے نعرہ لگایا کہ: "للہ الحكم یاعلیٰ، لا لک و لا لاصحابک"! اور اپنی شمشیر سے حضرت علی علیہ السلام کے سر مبارک پر ضرب لگی تو اہل مسجد نے ایک ندائی ہاتھ سنی کہ ان تَهَدَّمت وَ اللہ أَرْکَانُ الْهُدَى" کہ خدا کی قسم ارکان ہدایت منہدم ہو گئی۔ کتب تاریخ میں ہے کہ جب عبد الرحمن بن ملجم نے سرمبارک حضرت علی (ع) پر شمشیر ماری تو زمین لرز گئی، دریا کی موجیں تھم گئیں اور آسمان متزلزل ہوا کوفہ مسجد کے دروازے آپس میں ٹکرائے آسمانی فرشتوں کی صدائیں بلند ہوئیں، کالی گھٹا چھا گئی، اس طرح کہ زمین تیرہ و تار ہو گی اور جبرئیل امین نے صدا دی اور ہر کسی نے اس آواز کو سنا وہ کہہ رہا تھا: تھدمت و اللہ ارکان اللہ هدی، و انطمست اعلام التّقیٰ، و انفصمت العروۃ الوثقیٰ، قُتُلَ ابْنُ عَمٍّ الْمَصْطَفِی، قُتُلَ الْوَصِیُّ الْمَجْتَبِی، قُتُلَ عَلیٰ الْمَرْتَضِی، قَتَلَهُ اشْقِیُّ الْاَشْقِیَاء؛ خدا کی قسم ارکان ہدایت منہدم ہو گئے علم نبوت کے چمکتے ستارے کو خاموش کیا گیا اور پربیزگاری کی علامت کو مٹایا گیا اور عروۃ الوثقی کو کاٹا گیا کیونکہ رسول خدا(ص) کے ابن عم کو شہید کیا گیا۔ سید الاوصیاء، علی مرتضی کو شہید کیا گیا، انہیں شقی ترین شقی [ابن ملجم] نے شہید کیا۔

انیس رمضان سے اکیس تک آپ گھر میں اپنے بچوں اور اپنے خاندان کے ساتھ انتہائی زخمی حالت میں رہے اور زبان پر ذکر و تسبیح مسلسل جاری رہی۔ جب اکیس رمضان کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کرنا تو اس سے چند دقیقے پہلے آپ کی زبان اقدس پر سورہ زاریات کی یہ آیات تھیں کہ فمن یعمل مثقال ذرت خیراً یره ومن یعمل مثقال ذرت شراً یره کہ جو زرہ بھر بھی نیکی کرے گا اس کو بھی دیکھ لے گا اور جو زرہ بھر برائی کرے گا اس کو بھی سامنے دیکھ لے گا۔

سبحان اللہ کی شان ہے کہ وقت ضرب رب کعبہ کی قسم اٹھا کر اپنی کامیابی کی قسم اٹھا رہے ہیں اور وقت شہادت اس بات کی گواہی دی وعدہ آخرت حق ہے اور ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ یہ صرف شانِ مرتضوی ہے، ورنہ تاریخ میں جو بھی انسان اس دارِ فانی سے گیا وہ ہاتھ ملتے ہوئے اور وقت و توشہ آخرت کی کمی کا رونا روتا ہوا گیا۔

امام علی علیہ السلام کا جو سفر ۳۰ عام الفیل کو مکہ معظمہ میں بیت اللہ سے شروع ہا تھا وہ چالیس ہجری کو مسجدِ کوفہ میں انجام کو پہنچا۔ جب امام علیہ السلام مضروب تھے تو آپ نے بتایا کہ ایک شب پہلے انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے نبیء کریم سے امت کی بد عہدی کی شکایت کی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ علی اس امت کے لئے بد دعا کرو تو میں نے کہا کہ اے اللہ ان لوگوں پر میرے عوض برے لوگوں کو مسلط فرم۔ اس پر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ علی، اللہ نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے اور تم تین دن بعد مجھ سے آن ملو گے۔ پھر فرمایا کہ اے حسن آج رات میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اولاد سے جب آپ وصیت فرم رہے تھے تو امام حسین (ع) کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے ابا عبد اللہ یہ امت آپ کو شہید کرے گی، اس مصیبت پر صبر کرنا تم پر لازم ہے۔ اس بعد چند ثانیتیے آپ بیہوش رہے اور پھر ہوش آیا تو فرمایا کہ ابھی رسول اللہ (ص)، چچا حمزہ اور بھائی جعفر طیار آئے تھے اور کہتے ہیں کہ علی جلدی کرو بم تمہارے مشتاق ہیں۔ پھر آپ نے قبلہ رو ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں دراز فرما لئے اور آنکھیں بند کر کے زبان مبارک پر کلمہ جاری کیا اشهد ان لا اله الا اللہ وحدہ لا شریک له و اشهد ان محمد عبده و رسولہ۔

آہ... امتِ محمدیہ کا بہترین فرد آج کے دن اٹھا لیا گیا۔